23- سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ

آیات : 118 ...... مَكِّيَّة ...... پیراگراف : 8
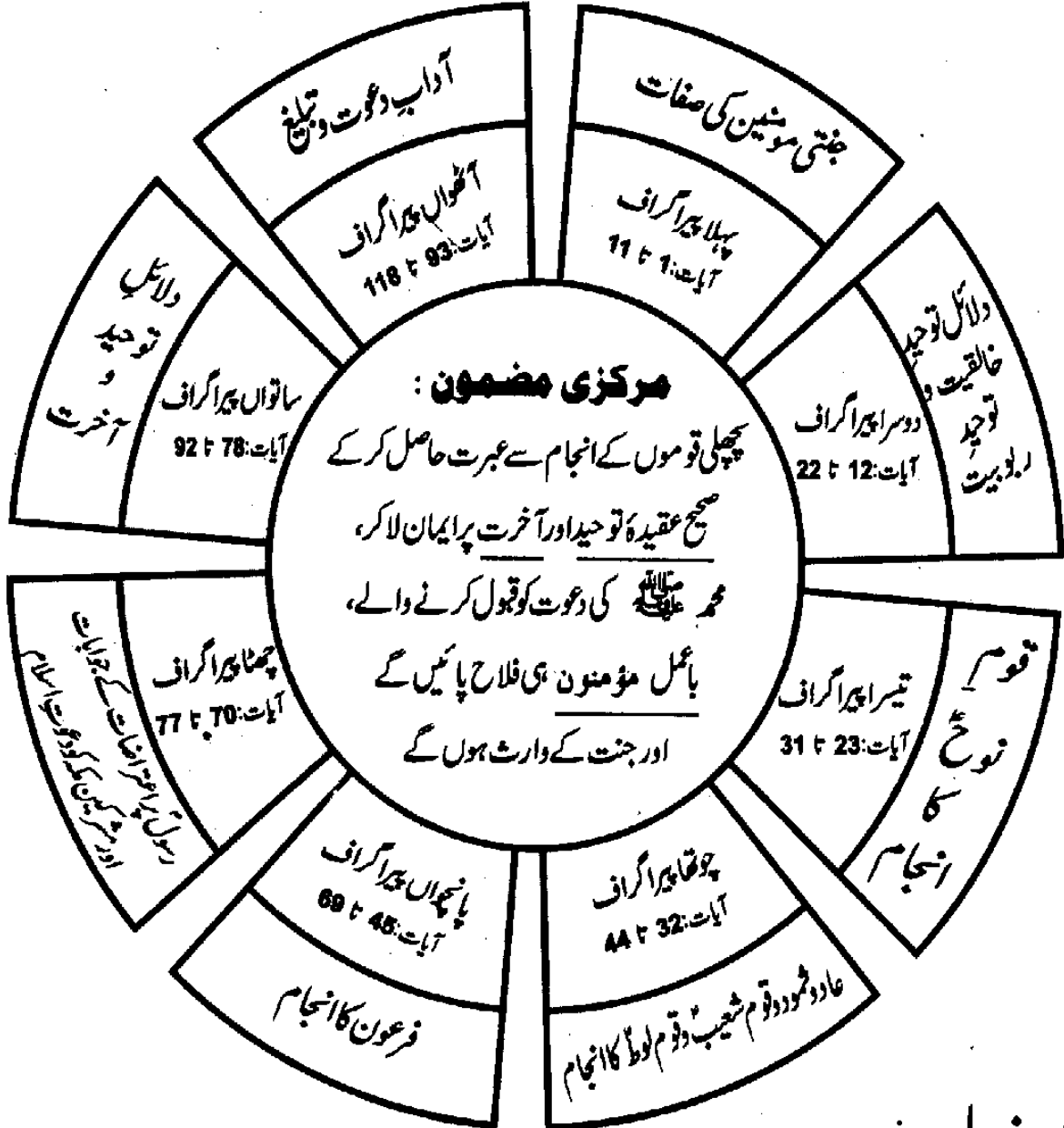
زمانۂ نزول:

سورۃ ﴿المُؤْمِنُوْن﴾ ، سورۃ ﴿الفُرقَان﴾ کے ساتھ، غالباً سات (7) نبوی کے قحط کے زمانے میں، رسول ﷺ کے قیامِ مکہ کے تیسرے دور (6 تا 10 نبوی) میں حضرت عمرؓ کے قبولِ اسلام (ذوالحجہ 6 نبوی) کے بعد نازل ہوئی، جب آپ ﷺ پر ﴿مَجنُوْن﴾ ہونے کا الزام تھا (آیت: 70)۔ جنون کا یہی الزام حضرت نوحؑ پر بھی عائد کیا گیا تھا۔ (آیت: 25)

آخری آیت: 118 میں رحم کی دعا مانگی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ قریشِ مکہ کو ہلاک نہ کرے۔

سورۃ المُؤمِنُون کا کتابی ربط

1۔ پچھلی سورۃ ﴿الحجّ﴾ میں اللہ کی طرف سے مظلوموں کو جہاد کی اجازت دی گئی تھی (آیت:39)۔ یہاں سورۃ ﴿المُؤمِنُون﴾ میں ظالموں کو بتایا گیا کہ نجات کا راستہ ایمان اور عملِ صالح ہے تاکہ وہ اللہ کے عذاب سے بچ سکیں۔

2۔ اس سورۃ ﴿المُؤمِنُون﴾ میں، مسلمانوں سے ایمان کے بعد اَخلاقی، عبادتی اور مالی جامع اعمالِ صالحہ کا مطالبہ ہے، جو انفرادی اہمیت کی حامل ہیں۔

3۔ اگلی سورۃ ﴿النُّور﴾ میں اسلامی ریاست اور اُس کے اداروں کی تنظیم کے لیے، قانونی، معاشرتی اور فوجداری قوانین کے نفاذ کا مطالبہ ہے۔

اہم الفاظ ومضامین

1۔ سورۃ المؤمنون میں ﴿فلاح﴾ یعنی کامیابی کے لیے دو (2) شرائط کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایمان اور عملِ صالح

(a) ایمان لاکر جامع صفات پر مشتمل کردار سازی کی کوشش کرنے والے لوگ ہی ﴿فلاح﴾ پائیں گے۔

﴿ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴾ (آیت:1)

(b) اللہ کے ساتھ ساتھ ﴿ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ﴾ سے دعا کرنے والوں کے پاس کسی قسم کی دلیل نہیں ہے، وہ ﴿فلاح﴾ نہیں پا سکیں گے۔

﴿وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ، لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ، فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ، اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ (آیت:117)۔

2۔ سورۃ المؤمنون میں ﴿توحیدِ خالقیت﴾ کے مندرجہ ذیل دلائل ہیں۔

(a) توحید کی ﴿انفسی دلیلیں﴾ بیان کرتے ہوئے واضح کی گیا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی ﴿تخلیق﴾ مٹی سے کی ہے۔

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ﴾۔(آیت:12)

(b) اللہ تعالیٰ نے انسان کی ﴿ تخلیق ﴾ کے مختلف مراحل بیان کیے ہیں۔ پہلے نطفہ، پھر لٹکنے والا جرثومہ، پھر لوتھڑا، پھر ہڈیاں، پھر ہڈیوں پر گوشت اور پھر وہ ایک بھرپور انسان بنا دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نہ صرف خالق ہے، بلکہ نہایت بابرکت فیض رساں ﴿احسن الخالقین﴾ ہے۔

﴿ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً، فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً، فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا، فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا، ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ، فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ﴾۔(آیت:14)

(c) توحید کی ﴿ آفاقی دلیلیں ﴾ بیان کر کے بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے سات آسمان تہہ بہ تہہ ﴿ تخلیق ﴾ کیے، وہ اپنی ﴿ تخلیق ﴾ سے کبھی غافل نہیں ہوتا۔

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ، وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ﴾ (آیت:17)

3- سورۃ المؤمنون میں ﴿ توحید ﴾ کی ﴿ نقلی دلیلیں ﴾ اور ﴿ عقلی دلیلیں ﴾ بھی فراہم کی گئیں۔

(a) نقلی دلیل یہ کہ حضرت نوحؑ کے بعد سارے پیغمبروں نے ﴿ اللہ کی عبادت ﴾ کی دعوت دی، شرک سے روکا، لہٰذا شرک سے بچنا چاہیے۔ (آیت:32)

﴿فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ ، اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ ، مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ، اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ؟﴾

(b) رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بھی یہ وضاحت کی گئی کہ وہ بھی توحید کے سیدھے راستے کی طرف دعوت دے رہے ہیں۔ ﴿وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴾ (آیت:73)

(c) توحید کی عقلی دلیلیں فراہم کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے کوئی بیٹا نہیں بنایا، اس کے ساتھ ﴿ الوہیت ﴾ اور ﴿ خالقیت ﴾ میں کوئی شریک نہیں ہے، ورنہ ہر ﴿ خالق ﴾، اپنی اپنی تخلیق کو لے کر الگ ہو جاتا اور ہر ﴿ خالق ﴾ ایک دوسرے پر چڑھائی کر دیتا۔ اللہ کی ذات ہر قسم کے عیب سے پاک ہے۔

﴿مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ ، وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ ، اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍ بِمَا خَلَقَ ، وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴾ (آیت:91)

(d) آخر میں صاف کہہ دیا گیا کہ جو شخص اللہ کے علاوہ کسی کو پکارے گا تو اس کے پاس کسی قسم کی دلیل اور ﴿ برھان ﴾ نہیں ہے۔ ﴿وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ، لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ، فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ، اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴾ (آیت:117)

4- سورۃ المؤمنون میں ﴿ آخرت اور انکار آخرت ﴾ کے سلسلے میں قریش کے رویے بھی بیان کیے گئے ہیں۔

(a) مشرکینِ مکہ میں سے بعض لوگ ﴿ آخرت کا انکار ﴾ کرتے تھے۔ انہیں تعجب تھا کہ قبر کی مٹی بن جانے کے بعد دوبارہ کیسے زندہ کیے جائیں گے؟

﴿ قَالُوْٓا : ءَ اِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَ اِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ؟﴾ (آیت:82)

(b) مشرکینِ مکہ میں سے بعض لوگ خالص دہریے اور مادہ پرست ﴿ منکرِ آخرت ﴾ تھے۔ دنیاوی زندگی ہی کو حتمی زندگی سمجھتے تھے، جس میں وہ مرتے اور جیتے ہیں۔ وہ پورے یقین کے ساتھ کہتے تھے کہ ہم ہرگز دوبارہ زندہ نہیں کیے جائیں گے۔

﴿اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا ، وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴾۔ (آیت:37)

(c) ان ﴿منکرینِ آخرت﴾ کافرین کا موقف یہ تھا کہ رسول کریم ﷺ عام انسانوں کی طرح ہیں، اللہ کے رسول نہیں ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ یہ چونکہ عام آدمیوں کی طرح کھاتے اور پیتے ہیں، اس لیے اللہ کے رسول نہیں ہو سکتے ان کا یہ رویہ ان کے غرور اور ان کی مادی خوشحالی کی وجہ سے تھا، جسے قرآن نے ﴿اِتـــراف﴾ کا نام دیا ہے۔ چنانچہ یہ کافر ملاقاتِ رب کا بھی انکار کرتے تھے اور رسالتِ محمدیؐ کا بھی۔

﴿وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ، وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ، يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ، وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ﴾۔ (آیت:33)

(d) اللہ تعالی نے ان ﴿منکرینِ آخرت﴾ پر واضح کر دیا کہ تم لوگ بھی ضرور بہ ضرور روزِ قیامت دوبارہ زندہ کیے جاؤ گے۔ ﴿ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ﴾۔ (آیت:16)

(e) اللہ تعالی نے ان ﴿منکرینِ آخرت﴾ پر یہ بھی واضح کر دیا کہ وہ صراطِ مستقیم سے ہٹ گئے ہیں۔

﴿وَاِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ﴾ (آیت:74)

(f) قیامت کا نقشہ کھینچ کر بتایا گیا کہ اس دن وہ درخواست کریں گے کہ انہیں دنیا میں واپس بھیج دیا جائے، اس مرتبہ وہ نیک عمل کر کے دکھائیں گے۔ اللہ نے وضاحت کی کہ کہنے والا جان بچانے کے لیے اس طرح کی بات کرے گا۔ ﴿منکرینِ آخرت﴾ کو یہ بھی بتایا گیا کہ موت اور قیامت کے درمیان عالمِ برزخ ہے، دوبارہ زندہ کیے جانے تک انہیں برزخ میں رہنا ہوگا۔

﴿لَعَلِّىْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ، كَلَّا اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا، وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ﴾ (آیت:100)

5۔ سورہ المؤمنون میں مشرک قیادت کے برے اوصاف کا ذکر کیا گیا ہے۔

اس سورت میں کافر قیادت کے لیے ﴿مُسْتَكْبِر﴾ ، ﴿عَالِىْ﴾ اور ﴿مُتْرِفِين﴾ کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔

(a) فرعون اور اُس کے فوجی سرداروں نے ﴿استکبار﴾ سے کام لیا، وہ اپنے آپ کو سب سے بلند ﴿عَالِيْن﴾ سمجھتے تھے۔

﴿اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ﴾ (آیت:46)

(b) یہ لوگ ﴿تکبر﴾ سے اللہ کی آیات سے اسی طرح اعراض کرتے ہیں، جیسے کسی افسانہ گو کو ترک کیا جاتا ہے۔

﴿ قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِىْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ o مُسْتَكْبِرِيْنَ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ﴾ (آیت:67)

(c) قوم کے کافر اور منکرینِ آخرت ﴿مُتْرَفِين﴾ یعنی خوشحال لوگوں نے رسولوں کا انکار کیا اور کہا کہ یہ ہماری ہی طرح کھانے پینے والا محض بشر ہے ، رسول نہیں۔

﴿وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ﴾ (آیت:33)

(d) بالآخر اللہ تعالیٰ نے بستی کے ﴿مُتْرَفِين﴾ یعنی خوشحال لوگوں کو عذاب میں جکڑ لیا۔

﴿حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْئَرُوْنَ﴾ (آیت:64)

6۔ سورۃ المؤمنون میں ﴿استبدالِ اقوام﴾ (Law of Replacement) کا قانون بھی بیان کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے دو قانون ہیں۔

پہلا قانون یہ ہے کہ وہ وقفے وقفے سے مجرم قوموں کو ہلاک کر دیتا ہے، یہ (Law of Annihilation) قانونِ ہلاکت ہے۔

دوسرا قانون یہ ہے کہ ایک مجرم قوم کو ہلاک کرنے کے بعد وہ دوسری قوم کو اٹھاتا ہے، یہ قانونِ استبدال (Law of Replacement) ہے۔

(a) قومِ نوحؑ کی ہلاکت کے بعد، اللہ تعالیٰ نے دوسری قوموں کو میدانِ امتحان میں لا کھڑا کیا۔

﴿ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ﴾ (آیت:31)

(b) اسی طرح اس نے دوسری قوموں کی ہلاکت کے بعد کچھ اور لوگوں کو میدانِ امتحان میں لا کھڑا کیا۔

﴿ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ﴾ (آیت:42)

7۔ سورۃ المؤمنون میں مجرم قوموں کی ہلاکت کا اصول بھی بیان کیا گیا ہے۔

مشرکینِ مکہ رسول اللہ ﷺ کی دعوت کو جھٹلاتے تھے۔ تکذیب کے مجرم تھے۔ اپنی خوشحالی پر مغرور اور متکبر تھے۔ وہ اللہ کے آگے جھکنا نہیں چاہتے تھے۔ وہ اللہ کے حضور عاجزی اور تضرّع اختیار کرنا نہیں چاہتے تھے۔ ان بداعمالیوں کے سبب انہیں ہلاکت کی دھمکی دی گئی۔

(a) اللہ تعالیٰ نے پے در پے رسول بھیجے، لیکن انہوں نے سب کی ﴿تَكْذِيب﴾ کی بالآخر ایمان نہ لانے والوں کو افسانہ بنا کر رکھ دیا گیا۔

﴿ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا، كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ، فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا، وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ﴾ (آیت:44)

(b) ﴿تاریخی دلیل﴾ دی گئی کہ ماضی میں ﴿تَكْذِيب﴾ یعنی جھٹلانے کی وجہ سے لوگ ﴿مُهْلَك﴾ یعنی

ہلاکت یافتہ بنے۔﴿ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ﴾ (آیت:48)

(c) اللہ کا یہ اصول ہے کہ وہ خوشحال لوگوں یعنی ﴿مترفین﴾ کو حکم دیتا ہے، وہ نافرمانی کرتے ہیں، پھر اللہ تعالی انہیں اپنے عذاب میں جکڑ لیتا ہے۔

﴿حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْـَٔرُوْنَ ﴾ (آیت:64)

(d) اللہ تعالی نے ان مجرموں کو اپنے عذاب میں جکڑا۔ یہ لوگ نہ تو جھکنے والے تھے اور نہ تضرع اختیار کرنے والے لوگ تھے۔

﴿وَلَقَدْ اَخَذْنٰـهُمْ بِالْعَذَابِ ، فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ ، وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ﴾ (آیت:76)

8۔ سورۃ المؤمنون میں رحمت اور مغفرت کی دعائیں:

(a) اللہ کے نیک بندے، اللہ سے مغفرت بھی چاہتے ہیں اور وہ اس کی رحمت کے طلب گار بھی ہوتے ہیں۔

﴿اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴾ (آیت:109)

(b) آخری آیت میں رسول اللہ ﷺ کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ مغفرت اور رحمت کے طلب گار بن جائیں۔ قریش پر عذاب نازل ہوسکتا ہے۔

﴿وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴾ (آیت:118)

سُورۃُ المُؤمِنُون کا نظمِ جلی

سورۃُ المُؤمِنُون آٹھ (8) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 11 : پہلے پیراگراف میں، مومنین کی صفات بیان کی گئی ہیں، جو جنت الفردوس کے وارث ہوں گے۔

﴿فلاح﴾ یعنی کامیابی کے لیے سب سے پہلے ایمان اور اس کے بعد نیک اعمال لازمی ہیں۔ چند نیک اعمال یہ ہیں۔

(1) نماز میں خشوع۔ (2) لغویات سے پرہیز۔ (3) زکوۃ اور تزکیہ نفس پر عمل۔

(4) جنسی پرہیزگاری۔ (5) امانت کا پاس۔ (6) عہد کا لحاظ۔ (7) نمازوں کی حفاظت۔

2- آیات 12 تا 22 : دوسرے پیراگراف میں، توحید کی انفسی اور آفاقی دلیلوں سے اللہ کی ربوبیت کا بیان ہے۔

سب سے پہلے انسان کی اپنی تخلیق کے مراحل بیان کر کے اللہ نے اپنی طاقت اور قدرت کو واضح کیا۔ یہ ﴿انفسی دلیل﴾ تھی۔ اس کے بعد سات آسمانوں کی تخلیق کا ذکر کر کے ﴿آفاقی دلیل﴾ فراہم کی۔ پھر مختلف پھلوں کی نعمتوں کا ذکر فرمایا پھر مویشیوں کا ذکر کیا کہ ان کے ذریعے اللہ تعالی انسانوں کو دودھ اور گوشت فراہم کرتا ہے اور ان جانوروں کو سواری کا

ذریعہ بھی بنا دیتا ہے۔

3- آیات 23 تا 31 : تیسرے پیراگراف میں، حضرت نوحؑ کی دعوت اور ان کی قوم کی ہلاکت کا بیان ہے۔

قوم نے حضرت نوحؑ کو جھٹلایا۔ سرداروں نے مخالفت کی۔ حضرت نوحؑ نے اللہ سے فریاد کی ﴿رب انصرنی﴾۔

اللہ کے حکم پر انہوں نے کشتی بنائی پھر طوفان کے بعد کشتی والوں کو بچا لیا گیا اور جھٹلانے والوں کو غرق کر دیا گیا۔

قوم نوحؑ کی ہلاکت کے بعد اللہ تعالیٰ نے دوسری قوموں کو اُٹھایا۔ ﴿ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْ م بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ﴾

قوم نوحؑ کی ہلاکت کے انجام سے قریشی قیادت کو متنبہ کیا گیا ہے۔

4- آیات 32 تا 44 : چوتھے پیراگراف میں، نوحؑ کے بعد کی قوموں کے حالات بیان کیے گئے۔

قوم نوحؑ کے بعد اٹھائی جانے والی قومیں بھی آخرت کا انکار کرتی تھیں۔ انہوں نے رسولوں کی بشریت پر اعتراض کر کے انہیں جھٹلایا۔ ان میں خالص دنیادار مادہ پرست دہریے بھی موجود تھے، جو یقین کے ساتھ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہرگز مردوں کو زندہ نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے پے در پے رسول بھیجے۔ انکار اور تکذیب کی پاداش میں انہیں بھی ہلاک کیا گیا۔ پھر اُن کی ہلاکت کے بعد دوسری قومیں اُٹھائی گئیں۔

﴿ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْ م بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ ﴾ (آیت:42) ہر قوم کے لیے ایک وقت مقرر ہے۔

5- آیات 45 تا 69 : پانچویں پیراگراف میں، نیک لوگوں اور بدکردار لوگوں کا موازنہ پیش کیا گیا۔

سب سے پہلے حضرت موسیٰؑ و ھارونؑ کے مقابلے میں فرعون اور اس کے معاونین کا ذکر کیا گیا، جو نہ صرف متکبر تھے بلکہ اپنی بڑائی کا اظہار کرتے تھے۔ دونوں پیغمبروں کے بارے میں انہوں نے تکبر سے کہا کہ ہم ان کی پیروی کیسے کر سکتے ہیں، جب کہ ان کی قوم ہماری غلام ہے۔ پھر اس کے بعد حضرت عیسیٰؑ ابن مریم کا ذکر کیا گیا اور بتایا گیا ہے کہ تمام رسولوں کا ایک ہی خاندان ہے۔ ﴿ وَاِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ﴾ (آیت:52)

پھر لوگوں نے فرقے بنا لیے اور ہر فرقہ اپنے آپ میں مگن ہے۔

نیک لوگوں کے اوصاف بیان کر کے ان کا موازنہ بدکردار، مغرور، خوشحال لوگوں سے کیا گیا، جو اللہ کے عذاب کے مستحق ہو جاتے ہیں۔

6- آیات 70 تا 77 : چھٹے پیراگراف میں، رسول ﷺ پر اعتراضات کا جواب دیا گیا اور مشرکینِ مکہ کو دعوتِ اسلام دی گئی

رسول ﷺ پر جنون کے اعتراض کا ذکر کیا گیا (آیت:70) اور مشرکین کو دعوت دی گئی کہ وہ خواہشات نفس کی پیروی نہ کریں بلکہ حق کا راستہ اختیار کریں۔ رسول کریم ﷺ توحید کی صراطِ مستقیم کی طرف ہی دعوت دے رہے ہیں۔

7- آیات 78 تا 92 : ساتویں پیراگراف میں، توحیدِ قدرت و اختیار کی دلیلیں ہیں اور شرک کا رد بھی ہے۔

ثابت کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کان اور آنکھیں دی ہیں۔اسے شکر ادا کرنا چاہیے۔اللہ تعالیٰ ہی زندگی اور موت کا مالک ہے۔وہ بادشاہ ہے۔ایسا طاقت ور ہے جو سب کو پناہ دیتا ہے،اس کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔

شرک کی تردید کی گئی کہ اللہ کی کوئی اولاد نہیں ہے۔اس کی خدائی میں کوئی شریک نہیں ہے۔﴿عقلی دلیل﴾ پیش کی گئی کہ اگر ایک سے زیادہ ﴿الٰہ﴾ ہوتے تو ہر ﴿الٰہ﴾ اپنی اپنی تخلیق کو لے کر الگ ہو جاتا۔پھر وہ ایک دوسرے پر چڑھائی کرتے۔اللہ تعالیٰ ان تمام عیوب سے پاک ہے، جو اس کی ذات سے منسوب کیے جاتے ہیں۔

8- آیات 93 تا 118: آٹھویں اور آخری پیراگراف میں، دعوت کے آداب بیان کر کے شرک کی تردید کی گئی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کو ہدایت کی گئی کہ وہ ظالم مشرکین کے بارے میں جلدی نہ کریں۔

(1) برائی کو نیکی سے دفع کریں۔(آیت:96)،(2) شیطان کی اکساہٹوں سے بچیں (آیت:97 ، 98)

قیامت کے مناظر پیش کیے گئے کہ اس دن حسب ونسب کام نہیں آئے گا۔دوزخ کی آگ چہروں کا گوشت چاٹ لے گی۔ظالم درخواست کریں گے کہ انہیں دنیا میں دوبارہ بھیج دیا جائے۔اگر انہوں نے دوبارہ یہی کام کیا تب وہ ظالم ہوں گے۔

صاف بتا دیا گیا کہ انسانوں کی تخلیق بے مقصد نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ برحق بادشاہ ہے اور عرشِ کریم کا مالک ہے۔
جو شخص اللہ کے ساتھ کسی ہستی سے دعا یا فریاد کرتا ہے اس کے پاس اس شرک کے لیے کوئی دلیل نہیں ہے۔
آخری آیت میں ہلاکت سے حفاظت کے لیے، مغفرت اور رحمت کی دعا مانگنے کا حکم دیا گیا۔ (آیت:118)

مرکزی مضمون

صحیح عقیدۂ توحید اور عقیدۂ آخرت پر ایمان لا کر، محمد ﷺ کی دعوت کو قبول کرنے والے، باعمل ﴿مؤمنون﴾ ہی فلاح پائیں گے اور جنت کے وارث ہوں گے۔کافر فلاح نہیں پا سکیں گے۔قریشی قیادت کو ، قوموں کی ہلاکت سے عبرت حاصل کرنے کا مشورہ دیا گیا اور رسول اللہ ﷺ کو مغفرت ورحمت کی دعا مانگتے ہوئے، دعوت و تبلیغ جاری رکھنے کی ہدایت کی گئی۔